۲- **امامت**: یہ لوگ آغاخان کو اپنا امام مانتے ہیں اور اسی کو جملہ اشیاء اور ہر نیک و بد کا مالک جانتے ہیں، اس کے اقوال و احکامات کو فرمان کا نام دیتے ہیں اور اس کے فرمان ماننے کو سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں۔

۳- **شریعت**: ظاہر شرع کی پابندی نہیں کرتے بلکہ آغاخان کو قرآنِ ناطق، کعبہ، بیت المعمور اور سب کچھ جانتے ہیں، ان کی کتابوں میں ہے کہ اس ظاہری قرآن میں جہاں کہیں "اللہ" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد امامِ زمان (آغاخان) ہے۔

۴- نمازِ پنجگانہ کے منکر ہیں- ان کے بجائے تین وقت کی دعاؤں کے قائل ہیں۔

۵- **مسجد**: مسجد کے بجائے جماعت خانہ کے نام سے اپنے لیے مخصوص عبادت خانہ بناتے ہیں۔

۶- **زکوٰۃ**: شرعی زکوٰۃ کو نہیں مانتے، اس کے بجائے اپنے ہر قسم کے مال کا دسواں حصہ مالِ واجبات اور "دشوند" کے نام سے آغاخان کے نام پر دیتے ہیں۔

۷- **روزہ**: رمضان المبارک کے روزہ کے منکر ہیں۔

۸- **حج**: حجِ بیت اللہ کے منکر ہیں، اس کے بجائے آغاخان کی دیدار کو حج کہتے ہیں۔

۹- **سلام**: "السلام علیکم" کی بجائے ان کا مخصوص سلام "یاعلی مدد" ہے۔

۱۰- **جوابِ سلام**: "وعلیکم السلام" کی بجائے "یاعلی مدد" کے جواب میں "مولا علی مدد" کہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ:

۱- ان عقائد و نظریات کے باوجود کیا یہ فرقہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے یا کافر ہے؟

۲- ان پر نمازِ جنازہ جائز ہے؟

۳- مسلمانوں کے مقبرہ میں ان کو دفنانا جائز ہے؟

۴- ان کے ساتھ مناکحہ جائز ہے؟

۵- ان کا ذبیحہ حلال ہے؟

۶- کیا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جاسکتا ہے؟

للہ جواب صادر فرماکر مسلمانوں کی الجھنوں کو دور فرمائیں۔ واجرکم علی اللہ!

الجواب:

استفتاء میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے، ان کی ہر شق ان کے قائل کو ملتِ اسلامیہ کے

دائرہ سے خارج کرنے کے لیے کافی ہے" اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی"، مستفسرہ امور میں ایک بھی ایسا امر نہیں ہے جسے دین و ایمان کے باب میں قابلِ برداشت تصور کیا جاسکتا ہو؟

سوال نامہ میں جن نظریات، اعمال اور افکار کی نشاندہی کی گئی ہے ان کے مطالعہ کے بعد یہی کہا جاسکتا ہے، یہ کوئی الگ امت ہے جسے امتِ محمدیہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ہاں اسے امتِ دعوت قرار دیا جاسکتا ہے جیسے دوسرے غیر مسلم گروہ ہیں ـــــ زکوٰۃ کے منکرین سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کیا ـــــ تارکِ نماز کو کافر تصور کیا گیا، منکرِ نماز کا خود ہی اندازہ کر لیجیے! استطاعت کے باوجود جو حج نہیں کرتا، اس کے متعلق فرمایا کہ: "وہ اب یہودی ہو کر مرے یا عیسائی" ـــــ الغرض بنیادی ارکانِ دین کے انکار کے بعد کسی کو مسلمان تصور کرنا، کچھ آسان بات نہیں ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جاسکتا ہے جو ہم مشرب ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھ سکتے ہیں۔ اخیر میں جو چھ سوال کیے گئے ہیں، ان کے سلسلے میں ہم ان کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ: افسوس! ان کفریہ نظریات اور تعامل کے بعد ان سے اسلامی بنیاد پر برادرانہ معاملہ کرنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔

باقی رہا یہ امر کہ: وہ اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں ـــ تو عرض ہے کہ کہتے رہیں، قادیانی بھی "غیر مسلم اقلیت" قرار دیے جانے کے باوجود آخر مسلمان ہی کہلا رہے ہیں، اس قسم کی باتوں کا نوٹس اسلامی حکومت ہی لے سکتی ہے اور وہ جیسی کچھ حکومتیں ہیں آپ سے پوشیدہ نہیں ہیں ـــ اربابِ اقتدار کے خلاف کوئی بات منہ سے نکل جاتے تو پوری انتظامیہ حرکت میں آجاتی ہے، رہا اسلام یا ہادیٔ اسلام، سو ان کے خلاف جتنا اور جیسا جو کچھ بھی کوئی کہتا ہے ان کے لیے یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے۔ ہاں ان کی وسعتِ ظرفی اپنی پوری بہار پہ آجاتی ہے ـــــ اگر ان سے کوئی یہ کہہ دے کہ:

ان لوگوں کی یہ باتیں اور یہ چونچلے اسلام کی بنیادی پالیسی سے متصادم ہیں، تو بول اٹھتے ہیں کہ یہ تنگ نظر ملاّ کی دقیانوسی باتیں ہیں ـــــ!

ہمارے نزدیک اصلی روگ مسلم حکومتوں کی نامسلمانی ہے۔ ورنہ جو جس خطاب کا مستحق ہوتا ہے۔ اس کو اس دائرہ میں رہنے کا حکومت ضرور اہتمام کرتی ہے کیونکہ جہاں مرچ مسالے دودھ اور آٹا وغیرہ میں ملاوٹ جرم ہوتا ہے، وہاں افکار اور دین وایمان میں ملاوٹ اور

کھوٹ (غش) کی آمیزش کو بھی قانوناً جرم ہونا چاہیے۔ صرف یہی نہیں کہ مسلم کی مسلمانی میں ملاوٹ نہ ہو بلکہ ہم غیر مسلم کی نامسلمانی کو بھی دوسرے کے نظریات سے پاک رکھنا ضروری تصور کرتے ہیں، جس طرح مسلمان کو اپنی مسلمانی عزیز ہوتی ہے، اسی طرح ہم یقین رکھتے ہیں کہ غیر مسلم کو بھی اپنی نامسلمانی اسی طرح عزیز از جان ہوتی ہے، اس لیے اس واقعی امتیاز کو ملحوظ رکھنا دونوں کے مفاد میں ہے اور دونوں کو اپنی اپنی حدود کا احترام کرنا چاہیے ——— اور انہیں یہ بات یقین کر لینی چاہیے کہ: دوسرے مکتب کے چشمۂ صافی کو اپنی مداخلتِ بے جا کے ذریعے گدلا کرنے سے دوسرے کا حرج ہوتا ہے، اسی طرح خود کو ان کی اقدار کی ظاہری نمائش سے گدلا کر کے خود بھی اپنی ذات اور اپنے مکتب کو داغدار کرنے کا اعتراف کر بیٹھتے ہیں ——— ہم یہ باتیں صرف اپنے ایمانی مفاد کی بناء پر نہیں کہہ رہے بلکہ ہر غیر مسلم کے مخصوص مشرب کے لحاظ سے بھی ان کو اسی بات کی تلقین کرتے ہیں کہ کسی کا برا چاہنے سے اپنا بھی برا ہو جاتا ہے ——— تنگ نظری کی پھبتی کے ذریعے کسی کی ایمانی حدود کا مذاق اڑاؤ گے تو تمہارا اپنا مشن اور مشرب بھی مذاق ہو کر رہ جائے گا ——— کیونکہ خواص جو نمونہ دکھاتے ہیں، عوام اسے ہی دین و ایمان تصور کر لیتے ہیں۔

اسلام کی منجملہ خوبیوں میں سے یہ بھی ایک خوبی ہے کہ وہ دوسرے کسی بھی مکتبِ فکر کی ماہیت کا حلیہ بگاڑنے کی اجازت نہیں دیتا اور ان کے جو امتیازات ہیں ان کو بعینہٖ پیش کر کے اپنا متبادل نظام دکھاتا ہے پھر دجل و تلبیس یا جبر و اکراہ جیسے ہتھکنڈوں سے کام لینے کی بجائے ان کو ان کے اپنے ہی حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ یہی توقع ہمیں ان سے ہونی چاہیے، اگر یہ لوگ کامل اسلام سے مطمئن نہیں ہیں تو ان کو اس کا نام بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے اور اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے جو حدود متعین کی ہیں، ان کی ان راہوں کو مسخ کرنے سے پرہیز کیا جائے۔

بہر حال آغا خانی دوست جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ اسلامی زمین، اسلامی حدود اور اسلامی خصائص سے قطعی مختلف ہے، اس لیے جو کرنا ہے ان کو چاہیے کہ وہ اسلام کے نام پر کرنے سے احتراز کریں تاکہ گندم اور جو کا امتیاز قائم رہے اور لوگ ہر چیز کو اس کے اصلی خدوخال میں، اور چہرے مہرے کو دیکھ کر اس کے بارے میں خود ہی کوئی رائے قائم کر سکیں۔

- خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔
- «محدث» کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لینا آپ کا دینی فریضہ ہے۔